

گلستانِ اولیاء اللہ

یا وارث تقو وارث

باقیضان نظر مرشدنا سید وارث علی شاہ

فست ایڈیشن

گلستانِ اولیاء اللہ

نام شمارہ

حضرت کار عالم پناہ سید وارث علی شاہ

عنوان

خاکپائے وارث محمد عرفان وارثی

تصنیف

کیم صفر ۱۴۳۵ء

اشاعت

مشاورت

فقیر تلقین شاہ وارثی آستانہ عالیہ وارثیہ فقیر انوار شاہ وارثی سوتر

میل ٹھاپ ڈاکخانہ باتا پور جلو موڑ لا ہور، حاجی چراغ شاہ وارثی

میاں غلام فرید وارثی، محمد آصف وارثی (وارثی ٹیلرزوالے)

irfan_warsi707@yahoo.com

Facebook.com/mein gulam e waris hoon





میرا دل اور میری جان مدینے والے
 تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
 باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما
 عینِ حق صورت انسان مدینے والے
 بھر دے بھر دے میرے داتا میری جھولی بھر دے
 آب نہ رکھ میر و سامان مدینے والے
 کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو
 اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے
 آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دھیا کے
 میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے
 پھر تمنائے زیارت نے کیا بے چین
 پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے
 دل بھی مشتاق شہادت ہے کماندار عرب
 اسٹرف بھی کوئی پیکان مدینے والے
 تیرا در چھوڑ کے جاؤں کہاں جاؤں
 میرے آقا مرے سلطان مدینے والے
 سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پُکاریں بیدم
 فقیر بیدم شاہ وارثی
 یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

MEIN GULAM E WARIS HOON

وارث پاک کا چھوتا اور بے داغ نسبی شجرہ

- | | | |
|---|--------------------------|----------------------|
| (۱) سید امام حسینؑ | (۲) سید زین العابدینؑ | (۳) امام سید باقرؑ |
| (۴) امام جعفر صادقؑ | (۵) امام موسیٰ کاظمؑ | (۶) سید قاسم حمزہؑ |
| (۷) سید علی بارضؑ | (۸) سید محمد مجیدؑ | (۹) سید محمد جعفرؑ |
| (۱۰) سید ابو محمدؑ | (۱۱) سید عسکرؑ | (۱۲) سید ابو القاسمؑ |
| (۱۳) سید محروقؑ | (۱۴) سید اشرف ابی طالبؑ | (۱۵) سید عزیز الدینؑ |
| (۱۶) سید علاؤ الدین بزرگؑ | (۱۷) سید عبدالآدؑ | (۱۸) سید عبدالواحدؑ |
| (۱۹) سید عمر شاہؑ | (۲۰) سید زین العابدینؑ | (۲۱) سید عمر نورؑ |
| (۲۲) سید عبدالاحدؑ | (۲۳) سید میراں سید احمدؑ | (۲۴) سید کرم اللہؑ |
| (۲۵) سید سلامت علی شاہؑ | (۲۶) سید قربان علی شاہؑ | |
| (۲۷) حضرت امام الاولیاء مرشدنا سید وارث علی شاہ علی مقامہ | | |

آپکی پیدائش

جب جب دنیا میں ظلم ستم، لوت مار، اور مذہبی عقاید بدل جاتے ہیں تو اُس دنیا میں راہ راست اور سماج سدھار کیلئے کسی نہ کسی مذہبی رہنماء کی پیدائش ہوتی ہے۔ اسی دور میں ہمارے دست گیر عالم پناہ سید االا اولیاء سید وارث علی شاہؒ کی ولادت اہل بیعت آل عباد حضرت امام حسینؑ کی چھبیسویں پُشت میں حضرت موسیٰ کاظمؑ کی نسل میں ۱۸۲ء میں دیوبندی شریف ضلع بارہ بنکی لکھنو میں ہوئی تھی۔ آپکے والد صاحب کا نام حضرت سید قربان علی شاہؒ تھا۔ جو فارغ بغداد تھے اور بہت بڑے حکیم تھے۔ ہمارے آقا حضور علی وسیلهؐ و حضرت علیؓ کے وارث و حاشم و چرا غ بن کراس دنیا میں تشریف لائے اور اس افراتفری کے ماحول میں قومی ایکتا اور مساوات کا بگل بجا کر محبت کا پیغام دیا جس سے متاثر ہو کر ہندو، سکھ، مسلمان اور عیسائیوں نے آپکا دامن تھام لیا۔ آپکے عقیدت منداور مرید ہو گئے۔ آپؒ حسنی حسینی سید ہیں۔ آپؒ پیدائشی ولی کامل ہیں آپؒ کا نام وارث علی رکھا گیا

MEIN GULAM E WARIS HOON



سرکار و ارث پاک کی پہلی کرامت

آپکے پیدا ہوتے ہی آپکی کرامت کو دیکھ کر آپکی شہرت چاروں طرف پھیل گئی۔ چونکہ آپکی پیدائش رمضان میں ہوئی تھی۔ لہذا پیدا ہوتے آپ نے اپنی والدہ کا دودھ نوش نہیں کیا۔ اور جب روزہ افطار کا وقت ہوا تبھی آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ یہیں سے آپکی کراماتوں کا اظہار ہونے لگا تھا۔ یہاں تک کہ آگے چلکر کے محرم کے دس دنوں تک آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ چاروں طرف اسکی شہرت ہو گئی۔ اور لوگ آپ کا ادب و احترام کرنے لگے۔

آپکے والدین کا انتقال اور آپ کی پرورش

حضرور ﷺ کی طرح بچپن میں ہی آپؐ کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپؐ کی پرورش کی ذمہ داری آپؐ دادی جان پر آگئی۔ جب آپؐ کی عمر پانچ سال ہوئی دادی جان دینی تعلیم و تربیت کے لئے آپؐ کو ایک مولوی صاحب کے پاس بھیج دیا۔ مولوی صاحب اول تو خود اہل دل اور باطن شناس تھے دوئم حضور وارث پاکؐ کے نادر عادات اور خصوصی واقعات کچھ ایسے عجیب و غریب دیکھتے تھے کہ موصوف نے آپؐ کی دادی صاحبہ کو اکثر بتلا پا کہ یہ صاحبزادے مکتب عشقِ حقیقی کے سند پافتہ ہیں۔

معلم وہی نے وہ علم تفویض فرمایا جو بغیر پڑھے پڑھائے آ جاتا ہے۔ ان کو تعلیم ظاہری کی حاجت نہیں یہ دنیا کو وہ سبق پڑھائیں گے کہ جس کے سمجھنے سے انسان کا فہم ادراک قاصر ہے۔ کچھ عرصہ بعد دادی جان کا سایہ بھی سراٹھ گیا۔ آپکے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ نے آپ کا قیام دیوہ شریف میں مناسب نہ سمجھتے ہوئے آپ کو لکھنولے گئے جہاں آپ کو سلسلہ قادر یہ چشتیہ میں بیعت فرمایا۔

رسم دستار بندی

اسی دوران میں جانب جناب سیدنا خادم علی شاہؒ نے بتارخ ۱۲۵۳ھ کو اس عالم بقاء سے رحلت فرمائی۔ (اناللہ وانا علیہ راجیعوں)

تیسرا روز فاتحہ خوانی ہوئی۔ مریدین و معقتدین کے علاوہ علمائے دین حضرات مشائخین کا مجمع ہوا۔ بعد فاتحہ خوانی رسم دستار بندی کا مسئلہ پیش ہوا۔ اور رسولوی منا جان صاحب نے جو آپؐ کے لنگر خانہ کہ مہتمم بھی تھے۔ انہوں نے حاضرین کو ایک دستار پیش دستار پیش کی اور عرض کیا اس کو محبت فرمادیں۔ چنانچہ نبیرہ حضرت غوث گوالیاریؐ و نیز حضرت اکبر شاہ صاحب جن کو دنیا وقت حاضرہ کا قطب جانتی ہے اور مانتی تھی۔ حضور وارث پاکؒ کی عمر مبارک ۱۲ سال تھی

MEIN GULAM E WARIS HOOON

କବିତା ପରିଚୟ

سرکار وارث پاک کا سفر حج

رسمِ خلافت کے کچھ دن بعد آپ دیوہ شریف تشریف لائے۔ آپ نے عالمِ رویا میں اپنے پیر و مرشد کو دیکھا۔ انہوں نے آپ کو سفر کیلئے اجازت دی آپ اگلے دن ہی اپنے والدین کے مزارات میں حاضری دی۔ یہاں سے اجازت لے کر ۱۲ سال کی عمر میں، ہی پیدل حج کیلئے چل پڑے۔ لکھنو میں آ کر پیر و مرشد کے مزارِ اقدس پر حاضری دی وہاں سے آپ دیدارِ الہی کے شوق میں روانہ ہو گئے شہرِ بصرہ قریہ بقریہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے شکوہ آباد، فیروز آباد، آگرہ، ہر داول، جے پور تشریف لے گئے۔ جہاں ہندو مسلمان دونوں نے اپنی ارادت کا اظہار کیا۔ والی بے پور، راجہ بخت سنگھ، اور اس کی رانی بھی حلقة بگوش ہوئی۔ غرضکہ بعد قطع منازل اجمیع شریف پہنچے۔ محسنِ اتفاق اسی زمانے میں عرسِ جنابِ قطب الاقطاب خواجہ خواجہ گان حضرت معین الدین چشتی کا تھا۔ آپ بھی شریک جلسہ ہوئے۔ دورانِ قیامِ اجمیع شریف میں متعدد طالبین دست بیعت ہوئے۔ ایک روز حضور وارث پاک جمال رہ کے قریب تشریف فرماتھے کہ ایک درویش آ کر قدم بوس ہوئے اور آب دیدہ ہو کر کچھ عرض کرنا چاہا۔ کہ حضور وارث پاک نے مسکرا کر معانقہ کیا اور فرمایا کہ ”بس اسی کے واسطے رویا کرتے تھے، شاہ صاحب بکیف ہو گئے اور کہنے لگے کہ داتا میرا کام ہو گیا۔ غرضکہ دنیا کو راہ ہدایت دکھاتے

MEIN GULAM E WARIS HOON



گھر کی دولت لٹاتے۔ اجمیر شریف سے ناگور تشریف لے گئے اور ناگور میں جو پہلا شخص حضور وارث پاک کا حلقہ بگوش ہوا وہ مولوی حسین بخش صاحب رئیس شہر اور پیرزادے ہیں۔ پھر ناگور سے قصبه میرتا اور کوچڑالا و گجرات تشریف لے گئے اور گجرات سے قطع منازل فرماتے ہوئے کمبیٰ پہنچے اور کمبیٰ میں حاجی یعقوب سیٹھ معہ اہل و عیال و نیز مشہور تاجر حاجی ذکر یا میمن نے ایک کثیر جماعت کے ساتھ بیعت کی اور مسٹر ابراہیم میمن منصف عدالت اپنے قومی لباس میں آکر مرید ہوئے۔ چنانچہ باوجود لوگ انتہائی مصر تھے مگر حضور قبلہ عالم بغیر کسی ہمراہی کے سادگی کے ساتھ اپنا مکمل لے کر باد بانی جہاز پر سوار ہو گئے۔ یہ حضور کا پہلا سفر حجاز تھا۔ اور حضور اس زمانہ میں صوم و صائم کے روزے رکھتے جو تیسرے روز افطار ہوتا تھا۔ حضور حالت صوم میں جہاز پر سوار ہوئے اور افطار کا سامان بھی کچھ ہمراہ نہ تھا۔ اور جملہ مسافر سے علیحدہ ایک تاریک گوشہ میں بستر لگایا تھا۔ جب تین روز یا بروائی میں سات یوم گزر گئے تو من جانب اللہ یہ خطرناک واقعہ پیش آیا کہ دفعتاً جہاز کی رفتار کگئی اور جہاز کی طوفانی کیفیت نظر آنے لگی۔ محمد تقی نامی ناخدا نے خطرہ کا اعلان کر دیا۔ ہر شخص حیران و پریشان ہونے لگا رات کو کمبیٰ کے تاجر محمد ضیاء الدین سیٹھ نے خواب حضرت محمد ﷺ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (تم کھاتے ہو اور ہمسایہ کہ خبر نہیں) وہ خوش نصیب تاجر فوراً خواب سے بیدار ہوا تو خیال کرنے لگا کہ کوئی برگزیدہ بزرگ ضرور اس جہاز پر تشریف رکھتے ہیں



جس کی اطلاع سردار دو عالم ﷺ نے مجھ کو دی ہے۔ یہ سمجھ کر صحیح کو تمام اہل جہاز کی عام دعوت کا اعلان کر دیا۔ تمام اہل جہاز شریک دعوت ہوئے مگر حضور قبلہ عالمؐ نے جادہ استقلال سے جنبش نہ فرمائی چنانچہ دوسرے روز شب کو پھر بشارت ہوئی اس خوش نصیبی پر تاجر انہائی مسرور تھا کہ دورات متواتر زیارت حبیب الہی سے مشرف ہوا اور ذوق پیدا ہوا کہ اس خدا کے حبیب کی بھی زیارت نصیب ہو کہ جس کے بدولت میرا طالع خفتہ بیدار ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز پھر اس نے دعوت کا علان عام کیا۔ جب تمام لوگ شریک دعوت ہو چکے تب وہ خودتہ خانے میں اس خیال سے مبادا کوئی باقی نہ رہ گیا ہو تلاش کے لئے گیا۔ یکا یک اس تاجر کی نظر روئے انور پر پڑی بے ساختگی میں قدموں پر گر پڑا اور دست بستہ معدرت چاہی اور کھانا پیش کیا۔ آپؐ نے مقتضائے اخلاق چند لمحے تناول فرمائے۔ جب وہ تاجر اپنی جگہ پر گیا کہ یکا یک جہاز چلنے لگا۔

اس کے بعد حضورؐ کا یہ سفر جہاز ختم ہوا اور ۲۹ شعبان کو بوقت شب مکہ معظمه پہنچ گئے دوسرے روز یکم رمضان کو بغرض طواف روانہ ہوئے کہ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ نے جو مکہ معظمه میں دوارِ کبرے مشہور تھے آپؐ سے معافی کیا اور بشارت دی کہ صاحبزادے آج وہ انوار احادیث مشاہدہ کرو گے۔ جن کے دیکھنے کی استعداد صدیوں کے بعد خدا نے تم کو مرحمت فرمائی ہے۔



حضرت قبلہ عالم کیم رمضان سے تا ادایگی حج مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ حضور کا یہ مشغله تھا اور معمول میں داخل تھا کہ روزانہ رات جب سنًا ہو جاتا اور صرف چیدہ چیدہ لوگ رہ جاتے اس وقت مقام ابراہیم میں بہ نیت نفل کھڑے ہو کر نہایت خوشحالی سے مصری لہجہ میں دور کعت میں پورا قرآن پاک ختم فرماتے اور نماز فجر کے بعد بستر پر جاتے اور تمام دن تاریخی مقامات اور مقدس یادگاروں کی سیر و زیارت میں گذر جاتا۔ اس دوران میں آپؐ کے تصرفات باطنی کا شہرہ عام ہو گیا اور سینکڑوں میں مقتدر ہستیاں اور ممتاز حضرات حلقہ بگوش ہوئے حضورؐ نے اس سے پہلے سفر حجاز میں تقریباً سات یا بروائیے گیارہ حج کئے اس لئے ہر مرتبہ کچھ نہ کچھ واقعات ضرور پیش آتے تھے چونکہ ہر مرتبہ حضور کا مکہ معظمہ میں قیام ضرور ہوتا تھا چنانچہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ کا مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے کہ مولوی عبدالحی صاحب مہاجر بھی خدمت بے نظر طلب آنے لگے۔ ایک روز بربیل تذکرہ مولوی صاحب نے مسئلہ وجود سے قطعاً انکار کر دیا سیدنا مذکور نے عنایت فرمائی اور اپنے کمبل میں ان کو چھپالیا۔ ٹھوڑے وقہ کے بعد جب باہر نکلے تو خدا کو خبر ہے کہ مولوی صاحب نے اس پرده میں کیا دیکھا کہ اسی وقت سے ان کی یہ کیفیت ہو گئی کہ ہمہ وقت پر کیف رہنے لگی اور چاہ زمزم کے قریب یا حی کی ضرب لگانے لگے۔



ایک روز طائف کے خلستان میں قبلہ عالم نے دیکھا کہ اونٹ مجنون ہو گیا ہے اور اس کا مالک رورہا ہے۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا میری اور میرے اہل و عیال کی روزی صرف اسی اونٹ کے ذریعہ تھی۔ چند روز سے اس کی یہ حالت ہے کہ سب کو کاٹتا ہے۔ حضورؐ نے ببول کا کانٹے سے اس کی پیشائی پر ایک الہہ تھا اس کو پھوڑ دیا۔ وہ اچھا ہو گیا غرض کہ اس قسم کے واقعات ہر وقت اور ہر روز ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے۔ جہاں تک علم ہو سکا ہے مختلف کتابوں میں درج ہیں چنانچہ حضور قبلہ عالمؐ وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سے نجف اشرف۔ کربلا معلمانی اور کاظمین شریف ہوتے ہوئے بغداد شریف میں کچھ روز قیام فرمایا کہ پھر کیم ذی الحجہ کی مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ یہ حج دوشنبہ کو ہوا جس کو حج النبی کہتے ہیں اور بعد ادا فریضہ حج مدینہ منورہ ہوتے ہوئے اور سیر و سیاحت فرماتے بیت المقدس تشریف لے گئے اور ان بیانے کے مزارات کی زیارت کے بعد افریقہ کی سیر و سیاحت میں مصروف ہوئے بعد میں پھر مکہ معظمہ آئے حج مدینہ منورہ میں قیام کیا اور وقتاً فو قتاً شام و حلب کی بھی سیاحت فرمائی اور پھر مکہ معظمہ تشریف لائے اور حج ادا فرمایا کہ سواری جہاز بمبی و اپس ہوئے اور اندر ریں، اوپسین ٹوکن، اجمیر شریف، دہلی ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچ گئے اور ایک ہفتہ قیام فرمایا کہ آپؐ دیوبہ شریف رونق افروز ہوئے۔ اس طرح آپؐ نے پاپیادہ سترہ حج ادا کئے

MEIN GULAM E WARIS HOON



حج کی خصوصیات

یوں تو دنیا میں بہت لوگ ایسے نظر آئیں گے کہ جنہوں نے سترہ کی بجائے ستر حج ادا کئے ہوں گے مگر یہاں پر تو ہم کو یہ حقیقت دیکھنا ہے کہ حضور والا جاہ کے عنقولان شباب میں جناب احادیث میں اس جدوجہد اور ایثار کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ ہمارے اور لاکھوں حجوں سے حضور کا ایک حج بدرجہ بہتر ہے اور خصوصی طور پر افضل ہے کیونکہ حضور والا جاہ کا حج دنیاوی نام و نمود سے اور ذہن و خیال سے پاک ہے اور صرف عشق و محبت سے مملو ہے حضور کے تمامی حج ابیغاء وجہ اللہ ہوئے جو یقیناً اپنی جگہ پر نادر اور بے مثال ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اصلیت یہ ہے کہ حضور کو کعبۃ اللہ کے ساتھ گھری نسبت اور روحانی تعلق تھا جو ہر ایک کو نہیں ہو سکتا حضور عوام کی طرح ایسٹ و پڑھو چونہ کا طواف منظور نہ تھا بلکہ صاحب خانہ کی تلاش تھے۔ اور وہ ملے۔

چنانچہ حضور مولانا روم کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

حج زیارت کردن خانہ بود

لباس

اس جگہ اس کی وضاحت کی بھی ضرورت ہے کہ یوں تو قبلہ کے لباس دنیاوی میں وقتاً فوقاً مختلف طور پر والہانہ انداز سے تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ مگر مستقل تبدیلی اس

MEIN GULAM E WARIS HOON



وقت شروع ہوئی کہ جس وقت حضور وارث پاک^ر نے پہلے حج کے لئے احران زیب تن کیا اور پھر اس کو ردیل نہیں کیا اور یہ خداوندی کا لباس آخر وقت تک زیب تن رہا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ یہ لباس دربار خداوندی کی سالانہ وردی ہے جو مخصوص اوقاتِ حج میں ہر اہل دنیا کے لئے ضروری ہے اور مخصوص شرائط کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مگر حضور وارث پاک^ر کو دربار خداوندی میں کیا مرتبہ حاصل تھا اور جس کا پتہ اس خصوصیت سے چلتا ہے کہ حضور والا کو نے اس دربار خداوندی کی وردی میں محبت کے رنگ کا اضافہ فرمایا۔ عشق و حسن کی آبداری پر جلا فرمادی اور یہ رنگین احرام بجائے اہل دنیا کے عاشقان صادق کے لئے خصوصی رنگ ہے اور تمامی اہل اللہ نے بھی اس رنگ کو پسند فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول بھی پیلے رنگ احرام میں ہوگا۔ حضور والا کا لباس رنگین احرام عموماً سوتی کپڑے کا اور عرض و طول میں ڈیڑھ گز سے چھ گز ہوتا ہے تھا۔ اور اب بھی اس خوش نصیب کو جس پر اس وارث عالم نواز کی نوازش ہو جاتی ہے تو یہ لباس فاخرہ عنائیت فرمائنازد دیا جاتا ہے۔

سیاحت ہندوستان

حضور وارث پاک^ر جب ۱۲۶۴ھ میں سفر حجاز سے واپس ہو کر دیوبند شریف رونق افروز ہوئے تو بعد چندے پھر سے کسی دور دراز کیلئے امادہ ہوئے مگر ارادتمند خصوصی نے

MEIN GULAM E WARIS HOON



بہنہ ارمنت سماجت حضور کو مجبور کیا اور وعدہ لیا کہ آئندہ ہندوستان سے باہر سیاحت کیلئے تشریف نہ لے جائیں گے اس لئے سرکار والا جاہ کی سیاحت ہندوستان محدود ہو گئی اور ممک مغربی اور مشرقی کو ہی کافی سمجھا اور سلسلہ مسافرت جاری رہا چنانچہ اکثر حضور نے فرمایا کہ ہم مسافر ہیں۔

رنگ لباس

گہرا زرد یا زردی مائل جس میں بادامی بھی شامل ہے زیادہ پسند تھا اور سفید و سیاہ و سرخ کسی وجہ سے مرغوب خاطر نہ تھے بلکہ اس قدر منوع کہ قطعاً متروک سمجھے جاتے تھے برخلاف ان کے صرف زرد رنگ، ہی زیادہ مرغوب خاطر تھا۔

بستر مبارک

آپ کو بستر خواب کیلئے کمبل کمبل زیادہ پسند تھا۔ اس لئے زمین پر کمبل بچھا کر آرام فرماتے تھے اور اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو خم دے کر بجائے تکیہ سر کے نیچے رکھ لیتے تکیہ بھی متروکات قطعی ہو گیا اور ہمیشہ خلاف وضع سمجھا گیا۔

مکان

آپ نے کبھی مکان نہیں بنایا بلکہ اپنی تمام زمینداری اور آبائی مکان بے عمر چودہ سال اس طرح چھوڑا کہ پھر کبھی خیال بھی نہ کیا۔ (بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ)



(فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں)

تجزید

آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی اور رسول ﷺ کے اس فرمان کی کہ، الذی لا
اہل لہ ولا ولد، تعمیل کی اور مجردر ہے۔

شمال شریف

حضور وارث پاک کے شمال شریف کا تذکرہ اور اس کی تعریف میرے خیال میں
انسانی طاقت سے بالاتر ہے ڈرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ حضورؐ کے جسم کا ہر حصہ اپنی
جگہ پر حُسن مجسم تھا کیونکہ جس شخص کی جس عضو پر نظر پڑی دیکھنے سکا اور مکیف ہو گیا۔
 حتیٰ کہ کوئی زلفوں کا دیوانہ تو کوئی آنکھوں کا مستانہ کوئی ابر و کاشکار تو کوئی نظر کا بیمار
 کسی نے روئے انور پر نظر پڑتے ہی دل کھو دیا اور کسی نے تو عالم بے خودی میں یوں
 کہ دیا۔

یہ وہ آئینہ ہے جس میں ہو حقیقت منکشف
 روئے وارث میں خدائے حُسن کی تصویر دیکھ
 سرکار والا جاہ کتنے ہی مجمع میں کھڑے ہوتے کتنا ہی قدر آور شخص ساتھ ہوتا مگر حضور کا سر

مبارک سب سے اوپر نظر آتا تھا۔ ہر اضاء حسن کی بے نظیر تصویر اور نور کے سانچے

MEIN GULAM E WARIS HOON



میں ڈھالا ہو۔ غرضکہ امکان تعریف سے ناممکن اور اگر کسی نے جسارت بھی کی تو اس سے زیادہ نہ کہہ سکا کہ۔

حسین دیکھے جمیل دیکھے ولیک تم ساتھیہیں کو دیکھا

پائے مبارک

یہ صفت تو عام طور پر بہت مشہور ہے کہ قبلہ عالم باوجود یہ کہ پاپیادہ پاچلنے کے عادی تھے مگر حضورؐ کے پائے مبارک گرد آلو دنہ ہوتے اور نہ کچڑ پانی سے میلے ہوتے حتیٰ کہ سفید فرش پر دھبہ نہ آتا تھا اکثر امتحاناً لوگوں نے زمین کو پانی سے ترکر دیا اور نشست کہ جگہ پر سفید فرش بچھایا گیا اور حضورؐ والا جاہ پانی سے گزر کر فرش پر تشریف لے گئے مگر فرش پر مطلق دھبہ نہ آیا علاوہ بریں سرکار کے پائے مبارک میں ایک اور حیرت انگیز صفت دیکھی گئی کہ جس طرح عام طور پر یا ایک کے تلوے کا چڑا تمام جسم کی کھال سے دبیز اور ایڑی سخت ہوتی ہے مگر حضور والا جاہ کے پیر کے تلوے ماں کی گود میں رہنے والے بچے کے تلوے سے بھی زیادہ نرم اور گداز تھے۔

خوبصورت دلاؤیز

حضورؐ کی یہ خصوصیت بھی ایسی خاص اور نادر ہے کہ حضورؐ کے جسم اطہر سے ایسی دلاؤیز خوبصورتی تھی کہ علاوہ ارادتمندان کے غیر مریدین و نیز ہروہ خوش نصیب انسان جس

MEIN GULAM E WARIS HOON



کو حضور والا جاہ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکا جس کی شہادت میں ہزاروں ہر ملت و مذہب کے لوگوں کی شہادتیں سینکڑوں مختلف کتابوں میں درج ہیں۔ گو یہ کوئی خاص تعجب کی بات نہیں ہے کیوں کہ عنایت ایزدی سے جو صفات محمد یہ کا مظہر اتم ہو تو اگر وہ اپنے جدا عالیٰ کی اس صفت سے بھی موصوف ہو تو کوئی مقام حیرت نہیں ہے بلکہ اس دلبد مصطفوی کا نسبی شرف اور وہی اختصاص اسی کا مقتضنی ہے کہ اس کی امتیازی شان کا خلق میں اظہار ہوا اور اس کے جسم اطہر و معطر سے سیادت کی مشک بیز خوبیوآئے اور اس نادر اور عدیم النظر خوبیو سے یار و اغیار سب کے سب متاثر ہوں چنانچہ جس خوش نصیب کا دماغ ایک مرتبہ بھی حضور کے جسم اقدس کی اس بھینی بھینی دل آؤزاً و مخصوص خوبیو (جس کو کسی دوسری خوبیو سے نہ تمثیل دی جاسکتی ہے اور نہ ایسے الفاظ ممکن ہیں کہ جس کے ذریعہ اس قدر تی اور دل فریب خوبیو کی کیفیت کا اظہار ہو سکے) سے متاثر ہو گیا وہ تمام عالم کی خوبیوں کو اس خوبیو پر قربان کرنے کو تیار ہو جاتا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جو کپڑا حضور والا کے جسم اقدس سے مس ہو گیا اس میں بھی وہ خوشگوار خوبیو اس طرح دخل کر لیتی تھی کہ ہر ستاراں کپڑے کو دیکھ کر فوراً شناخت کر لیتا کہ یہ ہمارے سرکار عالم نواز کے جسم اطہر سے مس ہو چکا ہے۔ اکثر عقیدت مند قیمتی کپڑوں کا احرام مختلف پھولوں



کے رنگوں میں اور مختلف قیمتی سے قیمتی عstroں میں بسا کر پیش کرتے تھے مگر زیب تن ہونے کے بعد تمام خوشبوؤں پر جسم اطہر کی خوشبواس قدر ہاوی ہو جاتی تھی کہ خوشبو عطر باقی نہ رہ جاتی تھی اگر ناظرین کو حضور کی اس صفت علیہ کے متعلق شبہ باقی ہو تو اب بھی سالانہ عرس یا کاتک کے میلے کے موقع پر جبکہ ہرمذہب و ملت کے شیدائی ہزاروں کی تعداد میں بازار سے خرید خرید کر لاتے ہیں اور طرح طرح کے عstroں میں بسا کر مزار اقدس پر چڑھاتے ہیں ان سے ناظرین اپنا اطمینان کر لیں اور قصد یق فرما لیں کیونکہ وہ تمام چادریں مزار اقدس سے مس ہوتے ہیں اپنی اصلی ماہیت سے دور ہو جاتی ہے اور تمام چادریں اس مخصوص خوشبو سے معطر نظر آتی ہیں جو حضورؐ کے جسم عطر کی انوکھی خوشبو ہے۔

”فَبِأَيِّ الْأَدْوَرِ رَبُّكُمَا تَكَذِّبَانُ،“

طریقہ بیعت

نرا لے کی سب بات نرالی۔ سرکار وارث عالم نوازؒ نے ہم عاصیوں کو نوازنے کیلئے جو طریقہ بیعت ترتیب دیا وہ بھی دنیا سے نرالا ہے اور اس قدر جامع اور وسیع المعنی ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضورؐ والا کی توجہ دراصل رسی بیعت کی طرف نہ تھی بلکہ ہم غلاموں کو حقیقی بیعت سے سرفراز فرمانا تھا چنانچہ جوار شادات بھی بیعت کے متعلق سرکار والا جاہؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ کا اصل غایت کیا

MEIN GULAM E WARIS HOON



ہے فرمایا کہ ”پیر کی محبت مرید کا دین ہے، فرمایا کہ ”ہاتھ پکڑنے سے کیا ہوتا ہے دل کو پکڑو، فرمایا کہ ”اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو ہزار کوں پر بھی میں تمھارے ساتھ ہوں،“ ان جملہ ارشادات کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صرف ہاتھ پکڑنا کافی نہیں بلکہ شرائط اول محبت ہے حضورؐ نے جس خوش نصیب کی بیعت اپنے دست حق پرست پر لی۔ اس سے باہم الفاظ اقرار کرانا کافی سمجھا کہ، ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا پختن پاک خدا رسول ﷺ کا،“ بظاہر تو یہ مختصر الفاظ دیگر سلسلہ جات سے یکسر مختلف و مختصر اور نزالے ہیں مگر اگر تھوڑا غور کیا جائے تو سمندر کو زہ میں نظر آتا ہے۔

چونکہ حضور وارث پاک عالم نواز کا مشربِ عشق تھا اور سلسلہ عشق حضرات پختن پاک سے شروع ہو کر پختن پاک ہی پر ختم ہونا ہے اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ حضورؐ نے اپنے خاص بزرگوں کی اطاعت کا اقرار کر لیا اور اپنے غلام کو پختن پاک کی حمایت میں دے دیا اور یہی وجہ ہے کہ ہر غلام کو محبت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

احکامات عامہ

جو پرمیڈ کیلئے یکساں طور پر جاری ہوئے اور وہ اس قدر جامع ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی فرمایا کہ ”محبت کرو، اور ”کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاو،“ ان دونوں ہدایات کا مضمون

جس قدر صاف اور مختصر ہے اسی قدر زیادہ المعنی۔ مفید اور کارآمد ہے۔ پہلی ہدایت کہ ”محبت کرو، ایسی ہدایت ہے کہ جس کے بغیر نہ دنیا کی تکمیل ہو سکتی ہے اور نہ عقبی کی۔ در حقیقت صرف محبت ہی ایسی نسبت ہے جو انسان کو صحیح طور پر تابعداری کی تعلیم دیتی ہے اور بندے کی تمیز پیدا کرتی ہے اور یہی نسبت ادنیٰ کو اعلیٰ اور قدرہ کو دریا بنادیتی ہے۔ محبت ہی باعثِ تخلیق کا سنات ہوئی اور یہی علتِ غائی سبب وجود آدم ہوئی۔ پس اس سے قوی تر ذریعہ موصل الی اللہ نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور دوسری ہدایت بھی جو محبت کی خصوصی شان ہے اور وہ یہ کہ ”کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاو، یعنی راضی بر رضا اور بھروسہ کامل رکھو یہ تو کل باللہ کی تعلیم ہے اور پھر خوبی یہ ہے کہ توفیق کے ساتھ۔ اس کی بھی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔

احکامات خصوصی

وہ احکامات ہیں جو کسی خاص فرد کیلئے صادر ہوئے اور اول احکامات کی یہ ہے کہ جس کو وہ حکم دیا گیا معاً حکم کے ساتھ مانہیت قلب بدل گئی اور حکم مکمل ہو گیا کیونکہ بظاہر وہ احکامات اس قدر اہم ہوتے تھے کہ اس کی تکمیل تو در کنار اس کا سمجھنا بھی ادراک انسانی سے باہر تھا بڑے بڑے عاقل و دانا، عالم و فاضل اپنی عقل اور علم سے بے گانہ ہو کر دیوانے جیسے نظر آتے تھے۔

MEIN GULAM E WARIS HOON



چنانچہ مُلا رضی الدین بغدادی اتفاقیہ کسی تقریب میں ہندستان آئے تھے سرکار عالم پناہ کا جو نام نامی سُنا تو پہلے معرض رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد خوبی قسم سے حضوری نصیب ہو گئی تو ایک نظر میں دنیا بدل گئی۔ لباس عالمانہ جسم سے اتر گیا اور فقیر ہو گئے۔ بغدادی شاہ خطاب ملا اور ظاہری مشغله کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ بازار میں پُرانے جو توں کو مرمت کیا کرو۔ مگر شرط کے ساتھ کہ چار پیسے سے زائد مزدوری نہ کرنا اور اس میں سے بھی دو پیسے خیرات کر دیا کرنا۔ چنانچہ موصوف نے زندگی پھر یہی کیا اور کبھی اپنے علم کا نام بھی نہ لیا اور نہ زبان پر لائے۔

علی ہذا مولوی ہدایت اللہ صاحب وارثی محدث سورتی جو مختلف علوم کے عالم تھے بلکہ ہفت زبان مشہور تھے جب حلقة ارادت میں داخل ہوئے تو سب علم بطل ہو گئے اور زبان حال پر یہ جاری تھا۔ کہ

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے اسے صاف دل سے بھلا دیا

اسی طرح مولوی عبدالکریم صاحب وارثی متوفی شیخ پورہ ضلع منگیر (جو علامہ وقت تھے) کو حضور والانے جو محبت کی تعلیم دی تو مددوں عالم سہو میں ایسے مستغرق ہوئے کے بغدادی قاعدہ پڑھانے کی بھی صلاحیت نہ رہی اور گوشہ نشین ہو گئے۔

اکثر علماء ہنود۔ جو وید شاستر میں بیگانہ اور اپنے مذہب میں مذہب کے پیشواؤں میں

MEIN GULAM E WARIS HOON



تھے۔ مثلاً پنڈت رام او تارشا ستری جو سنکریت کے زبردست عالم تھے اور دھیان و گیان میں پختہ تھے۔ خوش قسمتی سے حاضر خدمت ہو گئے۔ نہ معلوم کیا دیکھا کیا سمجھا۔ جونہ بتا سکے اور نہ سمجھا سکے اور داخل اسلام ہو کر فقیر ہو گئے۔ پنڈت فضل رسول شاہ خطاب ملا۔ اسی طرح ٹھاکر پنجھ سنگھ صاحب وارثی، رئیسِ اعظم ملا وی ضلع میں پوری جن کی شان و شوکت و امیرانہ زندگی کے متعلق ان کی عالی شان کو تھیاں اب تک ان کی رمایت میں یادگار موجود ہیں۔ چشم زون میں کیا سے کیا ہو گئے کہ اپنی ریاست و املاک سے یکسر دستبردار ہو گئے اور اپنے سابقہ مذہب سے بے نیاز عالم ہو کر داخل اسلام ہو کر صرف وارث پاک کے نیاز میں کھو گئے۔ حتیٰ کہ فقیر ہو گئے وقار شاہ خطاب ملا۔

اس طرح پنڈت کیسورائے جو ملک مالابات کے باشندے تھے اور علوم مذہبی میں کمال حاصل تھا مگر تحقیق حق کے خیال میں ہمہ رہا کرتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے روئے انور پر نظر پڑتے ہی حقیقت آشنا ہو گئے۔ داخل اسلام ہو کر حلقة ارادت میں داخل ہوئے قوی و دنیاوی لباس سے بیزار ہو گئے۔ لباس فقیر ملا۔ پنڈت دیندار شاہ خطاب ملا۔ ایسی ہی عجیب صورت سیتا رام پوچاری کی ہوئی۔ موصوف بہت خوشحال اور باکمال پنڈت تھے۔ قدم بوئی کے خیال سے حاضر خدمت ہوئے دوران گفتگو میں قبلہ عالم

نے فرمایا کہ ”پنڈت جی براہم پہچانو، پنڈت جی نے جواب دیا کہ دھرم اتما پہچان لیا۔ ارشاد ہو کہ پھر ”ملاقات ہو گئی“، پنڈت جی نے کہا کہ مہاراج جب تک نہیں پہچانا تھا تو در بدر تلاش میں پھرتا تھا اور جب پہچان چکا تو اب کہاں جاؤں۔ سرکار عالم نواز نے مسکرا کر داخل اسلام کیا اور خرقہ تفویض فریما اور ہدایت فرمائی کہ ”پنڈت جی گھرنہ بنانا سیاحت میں مرجانا اور سات قائم بھی ہوں تو ہاتھ نہ پھیلانا، دین محمد شاہ خطاب ملا۔ چانچہ اسی طرح ہزاروں قسمت والے چشم زدن میں بلا تفریق مذہب و ملت نوازے جاتے تھے گویا گھر کی دولت سخاوت کے ہاتھوں سے ایسی لٹ رہی تھی کہ جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مجاہدات

غرضکہ جس ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کے طرف سے وارث ارش مرتضوی نے ذرا بھی توجہ فرمادی تو اس سے ایسے ایسے مجاہدات تکمیل کر ا دیکھ دنیا انگشت بدندا رہ گئے۔ مثلًا عظمت شاہ وارثیؒ اور عبدالحی صاحب وارثی جگوری عباس شاہ وارثیؒ وغیرہ کو تقلیل غذا کی اہمیت تھی اور مخدوم شاہ وارثیؒ، دریابادی اور پیر اشاہ وارثیؒ، ہردوئی و نمازی شاہ وارثیؒ، اور حاجی گھوڑے شاہ وارثیؒ، کو ترک لذت کا حکم تھا جو بہت سادی غذا کھاتے

تھے اور لذت نہیں لیتے تھے اور بعض کے واسطے ترک حیوانات کا حکم تھا جو نہ کس سے یا پانی میں روٹی بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ بعض کو مسلسل روزہ رکھنے کا فرمان تھا۔ چنانچہ حاجی فیضو شاہ وارثی خادم خاص نے حسب الحکم چھپیں سال تک اور ابو الحسن شاہ وارثی، متوفی اٹاواہ نے بارہ سال تک اور بابو کنہیا لال صاحب وارثی علی گڑھ والے نے چودہ سال تک مسلسل روزے رکھے اور حاجی کمی شاہ وارثی متوفی شریف بارہ بُنکی اور مسکین شاہ وارثی اور حاجی رمضان شاہ وارثی متوفی فتح پور اور بی بی سکینہ وارثیہ دختر گلاب شاہ سکنہ آگرہ تمام عمر دام الصوم رہے اور قائم اللیل تھے اور بی بی نصیبیں شاہ وارثیہ تا حیات اس کی پابند رہیں کہ دو روزہ صرف پانی سے افطار اور تیسرے روز کھانا کھاتی تھیں۔ اور حافظ احمد شاہ وارثی آکبر آبادی بے بارہ برس نماز معمکوس پڑھی اور شیخ مقصود علی وارثی پیتے پوری کو صلاوة عشق کا حکم تھا اور مولوی برکت اللہ صاحب وارثی پیلی بھیت کو روزانہ چوبیس ہزار چار سو بیس مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم تھا اور کھنو میں ایک سید انی بی بی وارثیہ تھیں انکو کلمہ طیبہ کے ورد کا بائیں شرط حکم تھا ہر وقت باوضو پڑھا کرو چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اس فرمان کی تکمیل میں وہ ضعیفہ اس قدر منہمک تھیں کہ بات کرنا چھوڑ دیتی تھیں اور کھانا باصرار ایک وقت کھاتی تھیں۔ صرف اس خیال سے کہ ورد میں نقصان نہ آجائے۔ بعض کے لئے جاندار سواری کی ممانعت تھی۔ بعض ہر سال حج کرتے تھے بعض کے لئے دن میں سونے اور رات

کو جانے کا حکم تھا۔ چنانچہ یتیم شاہ وارثی چالیس برس تک شب بیدار رہے۔

ایک مرتبہ سرکار عالم پناہ لکھنؤ میں شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر لب دریا تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک طالب خدا نے حاضر ہو کر قطع تعلقات کی استدعا کی حضور نے اپنا مستعمل لباس اس کو تقویض فرمایا اور بیدار شاہ خطاب دیا اور ذکر اسدی تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا کہ رات دیدار کے لئے ہے نہ کہ خواب کے لئے تم شب کو آبادی کے باہر یہ ذکر بالجھر کیا کرو اور جب تھک جاؤ تو کلمہ طیبہ یاد رو دشیریف کا ورد مسلسل رہے اور دن کو اگر نیند معلوم ہو تو اس طرح سونا کہ لوگوں کی آواز رفتار اور گفتگو بخوبی سنائی دے۔

اسی طرح حاجی موسیٰ شاہ وارثی تادم واپسیں کھڑے نہیں ہوئے کیونکہ ان کو بوقت تہبند پوشی قناعت کی بایں الفاظ بدایت ہوئی تھی کہ ”فقیر کو چاہیے کہ خدا کی کفالت پر بھروسہ کرے اور صبر سے بیٹھا رہے“، اسی طرح ایک جن بی صاحبہ کو جب تہبند مرجمت ہوا تو فرمایا کہ ”خدارازق ہے ٹانگ توڑ کراس کے بھروسہ پر بیٹھو“، اس فرمان کی تعمیل میں وہ ثابت قدم عورت تینتیس سال تک کھڑی نہیں ہوئی اور اسی حال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ بعض ارادت مندوں کو بستی میں آنے کی ممانعت تھی جس کی زندگی ویران جنگلوں اور غیر آباد پہاڑوں پر کٹی مثلًا جنگلی شاہ وارثی پیتے پوری ایک جنگل میں غرلت گزیں تھے اور جمیل شاہ وارثی شملہ کے پہاڑ پر ایسے خطرناک مقام پر رہتے تھے جو

گذرگاہ عامنہ تھا اور حافظ دوست محمد صاحب وارثی اجمیر شریف میں حافظہ جمال صاحبہ کے چلے کے قریب پہاڑ کے ایک درہ میں تاحیات مقیم رہے ایسے مجاہدین ہندوستان میں تو بکثرت پائے گئے بلکہ ہندوستان کے باہر بھی ایسے مجاہدین کو اخوان ملت نے دیکھا ہے چونکہ اس کتاب میں خصوصی طور پر اختصار میں نظر ہے اس لئے زیادہ واقعات درج نہیں کئے گئے۔ دوسری بڑی کتابوں میں کثرت سے واقعات درج ہیں۔

چنانچہ محبت شاہ وارثی پنجابی جو قدیم خرقہ پوش فقیر تھے بیان کرتے تھے کہ سیاحت عراق میں زیارت کے بعد حیفہ سے بیروت جا رہا تھا اور اکرم علی شاہ جومولانا فضل الرحمن کے دست گرفتہ تھے مگر سر کارنے ان کو سیاحت کا حکم دیا تھا۔ بغداد سے میرے ہمسفر تھے۔ ہم دونوں راستہ بھول کر ایسے مقام سے گزرے جہاں ایک قدیم مسجد تھی۔ جس کا قطبی گوشہ افتادہ تھا اور صحن مسجد میں ایک حوض شفاف پانی سے لبریز تھا۔ ہم دونوں اس کے کنارے آرام لینے کیلئے بیٹھ گئے، تھوڑے عرصہ کے بعد استنبخ کی ضرورت سے باہر گیا ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ مسجد کے اسی گوشہ سے نہایت خوشگوار خوبصورت خوبصورت تھے خانہ ہے اور یہ خوبصورت میں سے آرہی تھی۔ جب غار کے گوشہ میں ایک غار بصورت تھے خانہ ہے اور یہ خوبصورت میں سے آرہی تھی۔ جب غار کے اندر گئے تو دیکھا کہ ایک سن رسیدہ بزرگ بیٹھے ہیں اور دفعتاً مجھ کو یہ بھی نظر آیا کہ حضور وارث



عالم نواز بھی تشریف فرمائیں اس خیال سے مجھ کو کچھ محیت ہو گئی تھی پھر بھی سلام کیا اور اشارہ پا کر بیٹھ گیا برسر گفتگو موصوف نے قبلہ عالم کی خیریت مزانج پوچھی۔ اکرام شاہ نے مددوح سے دریافت کیا کہ آنحضرت سے سرکار کی کب سے واقفیت ہے تو مددوح نے ایک سرد آہ کھینچ کر کہا کہ پیشوائے برحق کی عمر چودہ سال کی تھی جب گنہگار حلقہ غلامی میں داخل ہوا تھا اور پھر دوراں سفر میں شاہ بھانپور سے یہاں تک ہم رکاب آیا تھا تو سرکار نے فرمایا کہ ”تم یہیں بیٹھو، تم آئیں گے“، میں اسی وقت سے اس غار میں منتظر بیٹھا ہوں۔

بعض ارادتمندوں کو اپنی بیماری کا علاج بلکہ تکلیف کا اظہار بھی منع تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ قبلہء عالم حاجی محمد اسمعیل صاحب وارثی رئیس بلحی پٹنه کے مکان پر مقیم تھے کہ ایک معمر شخص مگر وہ صورت فقیرانہ لباس میں جو ظاہر ہند و اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے۔

حاضر خدمت ہوئے جس کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن ان کا نداز حاضری کہتا تھا کہ ضرور دربار وارثی کے حلقہ بگوش ہیں۔ حضور نے بکمال عنایے فرمایا کہ ”کنور جی کہاں سے آتے ہو؟“ انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ آن داتا امر تر سے آریا ہوں۔ حضور نے شیخ محمد اسمعیل سے فرمایا کہ ”ان کو ٹھہراؤ اور کھانے کا انتظام کر دو، شب کو معلوم ہوا کہ کنور جی بیمار ہو گئے۔“ حکیم یعقوب بیگ وارثی جو حضور کے ہمراہ تھے فوراً گئے اور بپس دیکھ کو حال دریافت کیا مگر کنور جی نے نہایت اطمینان سے کہا کہ گروکی دیا سے اچھا ہوں لیکن آثار و قرآن سے صاف

ظاہر تھا کہ انہائی تکلیف ہے کیونکہ باوجود چہرہ کارنگ متغیر ہو جاتا تھا حکیم صاحب نے دوا کھانا چاہی مگر انہوں نے دوا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حکیم صاحب مجھ کو میرے چاپ رچھوڑ دیجئے مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہے البتہ گروپ کی مادر کار ہے۔ صبح کو حکیم صاحب نے سرکار سے تذکرہ کیا تو سرکار نے فرمایا کہ ”یعقوب وہ کبھی اپنی تکلیف بیان نہ کریں گے اور نہ کوئی دوا کھائیں گے۔ یہ راجہ کے بیٹے ہیں جب پنجاب گئے اس وقت سے گھر بار چھوڑ کر فقیر ہو گئے یہ بغیر ضرورت بستی میں نہیں جاتے اور رنج و راحت یکساں سمجھتے ہیں“، اور دوسرے روز سرکار والا جاہ نے اپنا مستعمل لباس مرحمت فرمایا کہ رخصت کیا۔

مجاہدات اہم تر۔ خلاف فطرتِ انسانی

جس کی نظر دنیا نہیں پیش کر سکتی جو بظاہر امر محال نظر آتے ہیں مگر اس وارث ارش مصطفوی کی ادنیٰ توجہ اور اشارہ نے ان کو آسان تر بنادیا۔ جیسا کہ بدنام شاہ وارثی متوفی موضع بارہ بنکی کا واقعہ ہے کہ موصوف خادم خاص کے عہدے پر مأمور تھے۔ لیکن گوشہ نشینی کا حکم ہوا تو قبلہ عالم نے ان سے یہ وعدہ فرمایا کہ ”جب ہم دیوہ آئیں گے تو تم سے ضرور ملیں گے۔ مگر کوئی کیسی ہی ضرورت ہو تم دروازہ نہ کھولنا جب ہم آئیں اس روز دروازہ کھولنا جو سامان بہم پہنچ جاتا وہ آپ کی دعوت میں صرف کرت اور جس قدر باقی رہا اسی میں اس وقت تک بسراوقات کی تاواقتیکہ چار ماہ کے بعد سرکار دوبارہ نہ تشریف لائے اکثر یہ ہوا ہے کہ سامان کم

بچا تو اس فانع نے مٹی کھا کر دن گزار دیئے اور رسولہ سال اس مجاہدہ میں گزار کر کامیاب جاں بحقِ تسلیم ہوا۔

بعض تمام عمر خاموش رہے ایک مرتبہ سفر حجاز میں ایک بھرے مولوی صاحب سے ملاقات ہو گئی جو اپنی قابلیت کے جوش میں اکثر علمائے متقد میں پر اعراض کرتے تھے کہ فلاں عالم ضعیف الرائے تھا جس نے اس مسئلہ میں غلطی کی۔ اور فلاں عالم کا حافظہ درست نہیں تھا جس اس فتویٰ میں لغزش ہوئی اتفاق سے ایک روز مولوی صاحب نے دوران گفتگو میں کہا کہ الحمد للہ میں بھرے ہونے کی وجہ سے کسی کی غیبت نہیں سنتا۔ سرکار نے فرمایا کہ ”مولوی صاحب مناسب یہ معلوم ہوتا ہو کہ جس طرح آپ کسی کی غیبت سنتے نہیں اسی طرح کسی کی غیبت کیا بھی نہ کیجئے اور خاموش رہا کیجئے اور بجائے با تین کرنے کے درود شریف پڑھا کیجئے“ یہ سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور اسی وقت سے اس طرح چپ ہوئے کہ کسی کو ضرورت کے واسطے اشارہ بھی نہ کرتے اور تمام عمر اسی طرح گزار دی۔ اسی طرح لکھنو میں ایک احرام پوش فقیر سرکار کے حکم سے خاموش رہتے تھے اور ۱۸۵۷ کے عذر میں ان کو منجر سمجھ کر باغیوں نے پکڑ لیا جوبات دریافت کی گئی اس کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ سنگین کی نوک سے زخمی کیا گیا۔ مگر انہوں نے جان دے دی۔ مگر پیشوائے برحق نے جو مہر خاموشی لگادی تھی اس کو نہ توڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چپ شاہ کے نام سے قبر زیارت گاہ

خاص و عام ہو گئی۔

ایک مرتبہ قبلہ عالم نے علی گڑھ کے قیام میں ایک معمر شخص کو جونواح دہلی کے باشندے تھے اور صاحب کیف بزرگ تھے لباس فقر اور ذاکر اللہ شاہ خطاب دیا اور ارشاد فرمایا کی کسی سے بات نی کرو اور نہ کسی کی بات سنو اور ہمیشہ انفاس میں مشغول رہو۔

اکثر کو خاموشی کا حکم ایسے پر اسرار الفاظ میں صادر ہوا کہ جس کی حقیقت سمجھنے سے عقل عاجز ہے۔ جیسے عبدالرازاق شاہ وارثی جو موضع کھیولی بارہ بنکی کے رئیس تھے مگر ان کا قیام اکثر باڑہ ضلع پٹیانہ میں زیادہ تھا ان کو سرکار عالم پناہ نے خاموشی کا حکم دیا موصوف ضرورت کے وقت لکھ کر اشارہ سے کام لیتے تھے مگر ان کی مجبوری دیکھا احباب کو انتہائی افسوس ہوتا تھا کچھ عرصہ کے بعد جب قبلہ عالم پھر بارہ بنکی تشریف لائے تو وہاں کے مخصوص لوگوں نے متفق ہو کر عبدالرازاق شاہ کی تکلیف کا اظہار کیا اور ملتختی ہوئے کہ صرف ضرورت کے وقت بات چیت کرنے کی اجازت دے دی جائے سرکار نے تھوڑے تامل کے بعد عبدالرازاق شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”کیا تم کو تکلیف ہوتی ہے؟“ موصوف نے سر جھکا لیا یہ دیکھ کر حضور والا نے ”عبدالرازاق اب تمہارا بولنا وضع داری کے خلاف ہے بلکہ اشارہ بھی نہ کیا کرو اور لکھنا بھی چھوڑ دو،“ ادھر تو یہ حکم سُن کر عبدالرازاق شاہ ساکت ہو گئے ادھر شان محبوبیت کے جوش میں سرکار نے فرمایا کہ

MEIN GULAM E WARIS HOON



عبدالرزاں شاہ اس تھوڑی سی زندگی کو یوں ہی کاٹ دو وضعداری اسی میں ہے کہ اب مرتبے وقت بھی کوئی کلمہ نہ نکلے اور قبر میں نکریں سوال کریں تو ان کو بھی جواب نہ دینا بلکہ حشر میں خدا کے سامنے بھی خاموش رہنا۔ حضور والا کا یہ حکم ایسی ادا اور ایسے انداز سے صادر ہوا کہ حاضرین پر عظمت و جلالت کا ایک رعب طاری ہو گیا اور سب ساکت و سرنگوں ہو گئے اور فرمان سرکار کے بموجب تھوڑی زندگی تھوڑے دنوں میں (یعنی) چھ ماہ میں کٹ گئی۔

اسی طرح مستقیم شاہ وارثیہ کو یہ قطعی حکم دیا گیا کہ موجودات میں کسی چیز کو نہ دیکھو گویا مجاهدہ اس قدر سخت ہے کہ فطری طور پر انسان کے لئے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے مگر یہ حضور والا کے تصرفات باطنی کی خصوصی شان تھی کہ اس صاحب بصیرت نے بہتر سال تک آنکھ نہ کھولی۔ پہلے اجمیر شریف کے مشہور پھاڑ مادیکر پر چالیس سال قیام کیا بعدہ تینتیس سال مدار دروازہ کے قریب زندگی بسر کی اور ایک سو دس سال کی عمر ختم کر کے ۱۳۲۵ھ میں راہی ملک بقاء ہوئے۔

اسی طرح پارسی بھی قبلہ عالم کے دست گرفتہ تھے مگر ہندستان میں چونکہ ان کی آبادی محدود ہے اسی لئے اسی نسبت تعدادی کے لحاظ سے پیشتر پارسی حلقة بگوش ہوئے چنانچہ مولانا ہدایت اللہ صاحب وارثی مدرسی جو مشہور ادیب، محدث اور ماہر ہفت زبان تھے اور جن کی قابلیت کا تمام ارباب علم و فضل نے اعتراف کیا تھا وہ بلحاظ مذہب آبادی آتش



پرست تھے اور چونکہ اپنے مذہب کے عالم تھے اس لئے پارسی اپنا مقتداً سمجھتے تھے۔ اسی طرح عیسائی بھی حضور کی غلامی میں کثرت سے داخل ہوئے پیشتر توحید حضرت احادیث جل جلالہ کا بکمال صدق اقرار کر کے ظل حمایت میں پناہ گزین ہوئے اور اکثر بقدر اسعد امحبت الہی کے جوش میں تاحیات خاموشی کے ساتھ اور بعض ہمہ تن مذہشوں رہے۔

چنانچہ رومی شاہ وارثی جن کا آبائی مذہب عیسائی تھا اور نواحی ترکستان کے باشندے تھے اور زیادہ تر زندگی کا حصہ ہندوستان میں گزارا اور چین کی سیاحت میں مانڈے میں انتقال فرمایا۔

اسی طرح ولایتی شاہ وارثی جرمنی جو ہندوستان میں بغرض تجارت آئے تھے لیکن عنایت ایزدی سے داخل سلسلہ ہو کر ایسا سودا کیا کہ دل تک شیخ ڈالا اور تارک الدنیا ہو گئے۔ علی ہذا عبد اللہ شاہ وارثی بھی عیسائی تھے جس کا نام حضور کے مشہور خرقہ پوشوں کی فہرست میں ہیں اوسیم حق کا ذکر ایسے شدومد کے ساتھ گ کرتے تھے کہ سامعین کے قلب پُرا شر ہوتا تھا۔ چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ دن میں ستر کھاتے تھے۔ ہر سال حضور کی قدم بوسی لئے آتے تھے۔ مدراس کے کسی دیہات میں گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور تقریباً ۱۲۸۵ھ میں وہیں وصال ہوا۔

جو پی لے اک پیانہ میرے مخدوم وارث کا
 رہے تا حشر دیوانہ میرے مخدوم وارث کا
 بہارِ عید آئی ہے خدا یا اپنی رحمت سے
 بنادے مجھ کو مستانہ میرے مخدوم وارث کا
 سلاطین زمُن آکر جہاں گردان جھکاتے ہیں
 ہے وہ بستر فقیرانہ میرے مخدوم وارث کا
 ہے بزمِ دھر میں شمعِ جمالِ وارثی روشن
 جسے دیکھو ہے پروانہ میرے مخدوم وارث کا
 گیا جو در پہ سائل کبھی خالی نہیں پھرتا
 وہ درِ یار ہے شاہانہ میرے مخدوم وارث کا
 اجل تجھ کو سُلانہ ہے اگر منظورِ اکبر کو
 سُنادے کوئی افسانہ میرے مخدوم وارث کا
 (خواجہ اکبر وارثی میرٹھی)

MEIN GULAM E WARIS HOON



کرامات

ایک مرتبہ حضور عالم پناہ کو پیادہ روی میں معہ خادمان دریائے گھاگھرا کے پار اُترنا تھا۔ عرصہ تک کنارہ کشی کا انتظار کرنا پڑا۔ میر بحر دار وغہ غلام حسین غیر حاضر تھے اس لئے ملاجوں نے کشتی لانے میں تسلی کی۔ کہ یکا یک حضور نے فرمایا کہ ”آؤ اس گھاٹ سے اُتر چلیں جہاں آب ہو، کسی کو مجال تکرار نہ تھی اور حضور بلا تکلف اس دریائے ذخیر میں اُتر گئے اور نہایت آسانی سے پار ہو گئے اور پانی قریب زانوں سے زائد نہ تھا۔

مقام گدیدیہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا تھانا گہاں حضور والا اسی کے مکان کی طرف سے گزرے لڑکے کی عقیدت آگیں ماں نے اس بچہ کو جو مردہ تھا لے جا کر قدموں پر ڈال دیا اور زاری کرنے لگی حضور نے متاثر ہو کر فرمایا ”کیوں روئی ہو یہ تو زندہ ہے یہ تو زندہ ہے، اتنی میں لڑکا روئے لگا ماں باپ دونوں نہال ہو گئے۔

ایک دن حضور بمقامِ دولی شریف کسی زندگانی میں قیام پذیر تھے کہ یکا یک دیکھا کہ مکان میں چونٹیاں نکلنا شروع ہوئیں اور یہاں تک نکلیں اور کثرت ہوئیں کہ تمام حچت، فرش اور دیواریں غرض کہ ہر جگہ چونٹیاں یہ چونٹیاں نظر آتی تھیں۔ عورتیں یہ حال دیکھ کر گھبرا گئیں اور رورو کر عرض کرنے لگیں کہ میاں چونٹیوں سے پناہ نہیں۔ قبلہ عالم مسکراتے

MEIN GULAM E WARIS HOON



ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ”کہاں ہیں کہاں ہیں“، ابھی یہ جملہ ناتمام تھا کہ تمام چونٹیاں غائب ہو گئی تھیں۔ بعد اس کے ایک قسم کے پرند جس کوشاما کہتے ہیں آنا شروع ہو گئیں اور ہزاروں کی تعداد میں آ کر حضور کے بدن مبارک پر گرنے لگیں اور حد سے زیادہ چہکنے لگیں کہ تماشا معلوم ہوتا تھا۔ کسی نے کہہ دیا حضور یہ کیا کھیل ہے۔ بس ایک چڑیا نہ تھی۔ حضور نے ہنس کوٹال دیا۔

ایک شخص نے بہت لال پالے تھے، تمال شوق کی وجہ سے پنجھرے میں ایسی معقول تدبیر بنارکھی تھی کہ جب دوسرا لال آئیں تو پنجھرے سے نہ نکل سکیں۔ حضور قبلہ عالم دو پھر کو اس طرف پہنچ گئے جہاں وہ لا لوں کا پنجھرہ ٹنگا ہوا تھا۔ حضور نے بغور لا لوں کو ملاحظہ فرمایا اور پنجھرے کو اتار کر سب کو پانی پلایا۔ صاحب خانہ (جو حضور کا ارادت مند تھا بلکہ حضور اسی کے گھر میں قیام پذیر تھے) دور سے کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا کہ حضور نے دفتاً پنجھرے کی تیلی کھول دی اور وہ سب لال جو قریب ڈیڑھ سو تھے پُر سے اُڑ گئے۔ صاحب خانہ نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور یہ کیا کیا، میری ساری محنت بر بادگئی تو حضور نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”تم کو افسوس ہے تو لال ابھی دور نہ گئے ہوں گے چاہو تو پکڑلو“، صاحب خانہ نے عرض کی کہ حضور اب کہاں ہاتھ آتے ہیں، یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ ”تم نہ کیا کہا، یہ جملہ ابھی ناتمام تھا کہ وہ سب لال آ کر موجود ہو گئے اور حضور کے جسم مبارک

سے لپٹ گئے۔ حضور بار بار فرماتے تھے کہ ”لواب پکڑلو“ صاحب خانہ پر کیف ہو گئے اور عرض کی جب حضور ہی نے ان کو آزاد کر دیا تو پھر میں کیوں قید کروں۔

ایک مرتبہ سیاحت عرب میں ایک قاضی القضاۃ جو اپنے کو متشرع سمجھتے تھے ملاقات کو آئے اور اعتراض کے لہجہ میں طنزیہ گفتگو کرنے لگے۔ حضور نے متسم ہو کر فرمایا کہ ”شریعت کو شارع زیادہ جانتا ہے“، دوسرے روز جناب قاضی جی کے ہاتھ میں انگوری شراب تھے اور زبان سے ”قد رفحہ دی“، وجد میں کہنے لگے۔ لوگوں نے بہت بُرا کہا مگر ان کو ایسے پکے گھڑے کی چڑھی تھی کہ یہی کہتے ہوئے مر گئے۔

شہر کو یم تبور اجنہ کی آبادی

سرکار والا جاہ نہر آباد سے عبد اللہ کی معیت میں میسور اور یسور سے شہر کو یم تبور جہاں اجنہ کی آبادی تھی تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر بادشاہان اجنہ فاضل شاہ، محمد شاہ، میمون زنگی، سفیشیا۔ و۔ ہدوش، فہوش۔ و۔ سرطوش وغیرہ کو معاہن کے اراکین و شکریان کے حلقہ بگوشی کا فخر عنایت کیا۔

مقام تنیاری

مقام تنیاری جہاں ایک زبردست بت خانہ تھا، تشریف لے گئے اس بت خانہ میں ایک سہ منزلہ حوض تھا جس سے تمام اہل تنیاری پانی پیتے تھے مگر چونکہ مسلمانوں سے انہتائی

MEIN GULAM E WARIS HOON



تعصب تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی۔ حضور قبلہ عالم نے اسی بت خانہ کے قریب قیام فرمایا اور واقعات سمجھ کر حوض کی جانب کچھ عجب انداز سے نگاہ کی کہ حوض کا تمام پانی خشک ہو گیا اور بالآخر تمام ہندو پیجاری مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہو گئے۔

ترچنا پلی

اور سرکار عالم پناہ وہاں سے ترچنا پلی روزانہ ہوئے اور وہاں نصر اللہ خاں و سعد اللہ خاں سوداگر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ اور اہل قصبه کو کچھ روز سرفرازی بخشی اور پھر وہاں سے جانب کوہ پڑنی گیری روزانہ ہوئے۔

کوہ پڑنی گیری

وہ مقام ہے جہاں پر ایک دیوبھجس کا نام شیر زرد یو تھا۔ کی حکومت تھی وہ ہندو مسلمان سب سے اپنی پرستش کرتا تھا اور ایسا طسم بنا رکھا تھا کہ ہر شخص اس کا تابع دار تھا اور اس کے طسم میں مسخر تھا حضور قبلہ عالم نے وہاں پہنچ کر ایسا سحر محبت جگایا کہ اس کا سارا طسم بگڑ گیا اور تمام ہندو مسلمان حلقة بگوش ہو گئے اور پھر وہاں سے حضور جانب کوہ ادیہ گری تشریف لے گئے۔

کوہ اُیہ گری

یہ وہ مقام ہے جہاں حب علی مجدوب وارثی بلجنی کا مزار ہے اور وہاں کے باشندے اس

MEIN GULAM E WARIS HOON



اس مجبوب کی پیش گوئی کے باعث حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور وہاں شاہ ریاض الغیب کا بھی مزار ہے جو اپنی بادشاہت پرلات مار کر فقیر ہو گیا تھا۔ اس پہاڑ کت بیشتر تیرہ تارغاروں میں بڑے بڑے عبادت گزار بزرگ پائے جاتے تھے جو سب حضور والا جاہ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

چنانچہ حضور والانے کوہ ادیہ گیری پہنچ کر ہر طالب حق کو وہ فیوض و برکات تقویض فرمائے کی سب کی سیری ہو گئی اور کوئی ناشاذ نہیں رہ گیا۔ اور پھر وہاں سے کوہ حیات اور وہاں سے ملک مالا بار ہوتے ہوئے کلی کوٹ وغیرہ ہوتے ہوئے راجہ سامور دی اور اس کی قوم کو داخل اسلام فرماتے ہوئے بمبئی پہنچے۔

سیاحت

حضور کی تمام زندگی زیادہ تر سیاحت میں گذری اور پیادہ روی زیادہ پسند تھی اور یہی وجہ ہے کہ مکمل سوانح حیات دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے گو سونخ کے تحت لاتعداد کتابیں مختلف واقعات کے ساتھ طبع ہوئیں مگر مصدق اس جس کو علم ہو سکا اس نے نقل کیا مگر سوانح حیات نامکمل رہی۔

اسی لئے سوانح حیات کے متعلق اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ حضور قبلہ عالم نے چھیاسی یا اٹھاسی سال اس وارث حقیقی کی قدرتوں کے وہ مشاہدے کرائے کہ دنیا نظر نہیں پیش کر سکتی۔



وصال شریف

یہ بھی مصدقہ ہے کہ حضور والانے تادم واپسیں اپنے خانہ محبت سے دنیا کا جام محبت عنایت فرمائے۔ اور بالآخر کیم صفر ۱۳۲۳ھ کو اپنے آباؤ اجداد کی یہ سنت بھی ادا فرمائی کہ حدود عطینات سے گزر کر اس نقطہ سرمدی سے واصل ہو گئے جو فی الحقيقة موجود مطلق اور وارث حقیقی ہے۔

رازِ حقیقت

درacial حقیقت یہ ہے کہ جو قطرہ دریا سے جدا ہو کر قطرہ کھلا تا تھا۔ دریا میں واصل ہو کر دریا ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ وارث کے پرستار وارث کو زندہ جاویدا اور باقی گردانتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ صاحبِ دل اصحابِ جن کو اس وارث عالم سے سچی محبت ہے اور حقیقی عقیدت ہے اور ان کی چشمِ دل بینا ہے اب بھی وارث ہی کے جلووں سے دنیا منور پاتے ہیں اور ہر وقت اور ہر جگہ اپنے وارث کو دیکھتے ہیں اور جملہ فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

جی چاہتا ہے تختے میں بھیجوں میں انہیں آنکھیں

درشن کا تو درشن ہو نذرانے کا نذرانہ

سلام مُحْجُور

سلام آئے ساقی میخانہ عشق سلام آئے صاحب پیانہ عشق
 سلام آئے نیر برج ولایت سلام آئے گوہر تاج ہدایت
 سلام آئے خضرو ہادی طریقت سلام آئے رہبر راہ حقیقت
 سلام آئے یوسف کنعانِ خوبی سلام آئے روح حسن و جانِ خوبی
 سلام آئے شمعِ بزمِ مصطفائی سلام آئے نورِ چشمِ مرتضائی
 سلام آئے زینتِ گلزارِ حسین سلام آئے زینتِ گلزارِ حسین
 سلام آئے کشتی دل کے نگہبان سلام آئے میسر و سامان کے سامان
 سلام آئے بُلبُلِ گلزارِ وحدت سلام آئے قمری سر و حقیقت
 سلام آئے ساقی کوثر کے پیارے سلام آئے عرشِ اعظم کے ستارے
 سلام آئے فاطمہ کے باغ کے پھول سلام آئے یادگارِ شاہِ مقتول

فقیر بیدم شاہ وارثی

MEIN GULAM E WARIS HOON



احرام کی عظمت

کس قدر ہے خوشنما احرام وارث پاکؒ کا
 جو ہیں اہل معرفت اہل نظر اور اہل دل
 دیکھ کر سب ہیں فدا احرام وارث پاکؒ کا
 جانتے ہیں رتبہ ہے بڑا احرام وارث پاکؒ کا
 رنگ پیلا ہے زمیں کا اور مرغوب نظر
 اس لئے پیلارنگ ہوا احرام وارث پاکؒ کا
 مجھ سے قبر میں آ کر پوچھنے کیا منکر نکیر
 خود سمجھ جائیں گے بندھا ہے احرام وارث پاکؒ کا
 وہ گداس سے شاہ ہو جاتا ہے یہ ایک راز ہے
 جسکو ہوتا ہے عطا احرام وارث پاکؒ کا
 پیچھے پیچھے اسکے ہوتی ہے مخلوق خدا
 جس نے زیب تن کیا احرام وارث پاکؒ کا
 کیا لکھے مہتاب عاجز رتبہ وارث پاکؒ کا
 دیکھلو ہے آئینہ احرام وارث پاکؒ کا
 مہتاب احمد وارثی

ارشادات عالیہ برائے عام فقراء و ارثی

فرمایا۔ فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے۔ اور عاشق کو چاہیے کہ وہی کرے جو معشوق کی مرضی ہو۔ کسی سے مانگے اور نہ انکار کرے اسی کا نام تسلیم و رضا ہے۔

فرمایا۔ عشق تین حروف کا مرکب ہے۔ ع، ش، ق۔ عین سے عبادت الہی مقصد ہے اور شین سے پابندی شرع شریف اور قاف سے قربانی نفس کشی۔

فرمایا۔ فقیر کو سوال حرام ہے فرمایا بڑی فقیری یہ ہے کہ مرجائے مگر کسی کا آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ فرمایا۔ اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے، چاہے مرجائے خدا سے بھی نہ کہے چاہے کتنی ہی تکلیف ہو۔ کیا اللہ نہیں دیکھتا۔ کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوں پر بھی ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہے (دل کی طرف اشارہ فرمائے) تو وہ تمہارے اندر ہیں فکر نہیں کریں گے۔

فرمایا۔ فقیر کو چاہیے کہ ہر حال میں خوش رہے اور زندگی کے دن کاٹ دے۔ تکلیف ہو تو شکایت نہ کرے اور آرام ہو تو شکر بجالائے۔

فرمایا۔ فقیر وہ ہے جو اپنی بستی میں رہ کر خویش واقرباً کاممنون نہ ہو۔

فرمایا۔ مرجاناً مگر سوال نہ کرنا خدا کی محبت میں مٹ جانا۔ مال اسباب جمع نہ کرنا۔ وضع پابند رہنا۔ تکلیف کی شکایت نہ کرنا۔ تکلیف و راحت سب خدا کی جانب سے ہے پھر شکایت کس سے۔

فرمایا۔ فقیر وہ ہے جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے (عرض کیا گیا کس سے) ارشاد ہو
اللہ کے ذکر سے۔

فرمایا۔ (اکثر تہبند مرحمت فرماتے وقت ارشاد ہوتا ہے) لوہی لباس زندگی ہے یہی
تمھارا کفن ہے۔

فرمایا۔ فقیر مرجائے۔ تو اسی تہبند میں لپیٹ کر دفن کر دو یہی اس کا کفن ہے۔

فرمایا۔ فقیر کا جس جگہ انتقال ہوا سی جگہ دفن کر دو اور اگر مجبوری سے دوسری جگہ لے
جانا ہو تو پلٹگ پرنہ لے جائے اور کفن میں تہبند دے کر دفن کر دو۔

فرمایا۔ ٹوپی، جوتا تو فقط آرام کیلئے پہننے ہیں اور فقیر آرام و تکلیف سب برابر ہے۔ ٹوپی
، جوتا جس طرح دنیادار کے لئے ضروری ہے اسی طرح فقیر کیلئے جھگڑا۔

فرمایا۔ فقیر تکیہ کو پسند نہیں کرتے۔ فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں۔ فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو فقیر
ہے۔ ہم نے کبھی تکیہ نہیں رکھا۔

فرمایا۔ تخت۔ موئڈ ہے۔ پلنگ۔ کرسی پرنہ بیٹھنا۔ اس پر بیٹھنے سے رعونت آتی ہے۔
انسان کا خمیر خاک سے ہوا ہے اور خاک ہی میں اس کو ملنا ہے تو فقیر کو چاہیے کہ انجام کو
دیکھے اور زمین کو اپنا بستر بنائے۔ فقیر ہمہ زمین پر سوتے ہیں۔ زمین پر بیٹھنا خاک ساری
کی دلیل ہے زمین پر بیٹھنا اور زمین پر سونا ہمارے باپ دادا کی سنت ہے۔



ارشادات عالیہ متعلقہ وضاحت منزل فقر

فرمایا۔ سلسلہ فقراءٰ بیعت کرام سے ہے۔

فرمایا۔ فقیری بی بی فاطمہؑ ہے اور امام حسینؑ نے یہ فیض جاری کیا۔

فرمایا۔ تسلیم و رضابی بی فاطمہؑ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے۔

فرمایا۔ حضرت امام حسینؑ نے ایک رحائے معموق کے لئے تمام خاندان کو میدان کر بلہ میں شہید کر دیا۔ کوئی کیا سمجھ سکتا ہے۔ رمز عاشقی و معموقی نازک ہے۔

فرمایا۔ فقیر تصدق کے بعد مستغتی ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے۔

فرمایا۔ عاشق وہ ہے جو معموق پر جان دے۔

فرمایا۔ یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔

فرمایا۔ عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر ہوتا ہے۔

فرمایا۔ رضاۓ یار عاشق کا ایمان ہے۔

فرمایا۔ جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔

فرمایا۔ عشق اور چیز ہے اور علم اور چیز ہے، جہاں حضرت عشق آئے وہاں علم و عقل کا کام نہیں رہتا۔

فرمایا۔ عشق جس کو ملا ہے پنجتن پاک سے ملا ہے۔

فرمایا۔ معرفت کسی چیز نہیں ہے محض وہی ہے جس کو خداوند کریم اپنی معرفت دے دے کسی کا اجارہ نہیں ہے۔

فرمایا۔ سنو سنو آنکھ بند کرنے اور سانس روکنے سے حق حق کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کو خدا چاہتا ہے اپنی معرفت دیتا ہے یہاں کسب کا کام نہیں۔

فرمایا۔ مذہب عشق میں کفر و اسلام سے غرض نہیں ہے جو کچھ ہے معشوق ہے۔

فرمایا۔ جس کو معشوق چاہتا ہے اپنے عشق کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔

فرمایا۔ منزل عشق میں ذات صفت ہو جاتی ہے اور صفت ذات۔

فرمایا۔ عاشق کی سانس بلا کسب و ذکر عبادت ہے۔

فرمایا۔ عاشق غالب سمجھا جا سکتا، اس کی یہی نماز یہ روزہ ہے۔

فرمایا۔ معشوق کی جفا کو بھی عاشق عطا سمجھتا ہے۔

فرمایا۔ عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔

فرمایا۔ عاشق کو ایک صورت کے سواد و سری صورت حرام ہے۔

فرمایا۔ عاشق دین و دنیا سے بے خبر اور بے نیاز ہوتا ہے۔

فرمایا۔ عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔



ارشادات عالیہ در تعلیمات وارثیہ

فرمایا۔ ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل کونہ پکڑے۔

فرمایا۔ محبت ہے تو ہزار کوں پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں، مندرجہ بالا فرمان میں قبلہ عالم نے یہ تعلیم دی ہے کہ سرکار والا جاہ کے حلقوہ غلامی میں داخل ہونے والے کیلئے اول شرط محبت ہے اس لئے حقیقتاً وارثی وہی شخص کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جس کو سرکار وارث پاک سے وہ حقیقی لگاؤ ہو جس کو محبت کہتے ہیں اور محبت کی تعریف میں یوں ارشاد فرمایا۔ کہ محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو دیکھوا چھی معلوم ہو، اس فرمان کے مطابق اب ہروارثی کو یہ دیکھنا ہے کہ سرکار والا جاہ کہ بظاہر وہ کون سی ایسی چیز ہے کہ جس سے آداب محبت کے تحت پسندیدگی کا تعلق ضروری ہے ہاوہ کون سی ایسی چیز ہے جو سرکار عالم پناہ کی خصوصی چیز کہی جاسکتی ہے جس سے آداب محبت کے تحت محبت اور لگاؤ ہروارثی کے لئے محبت کی دلیل اور صحیح وارثی ہونے کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قبلہ عالم نے اپنی غلامی کی سند محبت کو فرار دیا ہے اور اس سند کی صحت اور تصدیق کے لئے اس فرمان کی تکمیل کو شناخت قرار دیا ہے چنانچہ اس طرح ارشاد

فرمایا۔ کہ محبت عین ایمان ہے، اور فرمایا کہ محبت کرو محبت، ہی سب کچھ ہے بے محبت نماز

روزہ بھی سب بے کار ہے دیکھو واقعہ کر بلا کو کہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے مگر محبت دل میں آل عبا کی نہ تھی تب تو پر خاش پر کمر باندھ کر ستیا ناس ہوئے، اس فرمان میں بھی قبلہ عالم نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ جس طرح اہل کوفہ بھی جو بظاہر مسلمان کہتے تھے مگر چونکہ دلوں میں محبت سرتاج دو عالم شاہ مدینہ علیہ السلام کی نہ تھی اس لئے یادگار رسول کریم علیہ السلام اور خصوصی نشانی کی تمیز نہ کر سکے اسی طرح ہر وارثی کہنے والا کہ جس کے پاس محبت کی سند دلیل موجود نہ ہو حقیقتاً وارثی نہیں ہے۔ قبلہ عالم نے اپنی خصوصی چیزوں میں بظاہر صرف دو چیزیں دنیا میں ہماری محبت کے امتحان کیلئے چھوڑی ہیں اور وہ دو چیزیں اول (حضرور کا لباس) اور دوسرا چیز (حضرور کا کلام) یعنی ملفوظات ہیں۔ حضور کا نادرہ لباس (یعنی) پیلا احرام ہے جو اس قدر مشہور اور ظاہر ہے کہ ہر غیر وارثی بھی دیکھ کر فوراً آشناخت کر لیتا ہے کہ یہ لباس وارث پاک عالم نواز کا ہے۔ مگر چونکہ یہ لباس بے شمار مختلف صورتوں میں زیب تن دکھائی دیتا ہے اسی لئے حضور قبلہ عالم نے بالتشريع (ہر) کا لفظ استعمال فرمایا تاکہ غلط فہمی نہ ہو اور یہ سمجھ میں آجائے کہ ہر لباس سے محبت کرنے والا ہی میری محبت دعویدار ہو سکتا ہے اس لئے لازم ہو جاتا ہے کہ آداب محبت کرنے والے کی نظر بھی تو لباس والے کی صورت سے آشنا ہے اس لئے وہ ہر صورت میں لباس کے تحت اپنے معشوق ہی کو دیکھتا ہے بلکہ یوں کہتا ہے ہر لحظہ بشکل دگر آں یا ربراہ

MEIN GULAM E WARIS HOON

فرمایا۔ جس نے ہمارے فقیر کو خوش رکھا اس نے ہم کو خوش رکھا اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اس نے بلا شک ہم کو رنج دیا۔ اس فرمان میں بھی شخصیت اور تفریق کی بجائے صرف لفظ فقیر استعمال کیا ہے کسی اپنے خصوصی فقیر کی جانب بھی اشارہ نہیں۔

فرمایا۔ کیونکہ ہر خرقہ پوش اسی وارث کی نظر انتخاب کی نوازش سے نمونہ سرکار والاجاہ ہے اس لئے اس سے محبت، سرکار سے محبت کی دلیل اور اس کا احترام سرکار والاجاہ کا احترام ہے۔

فرمایا۔ محبت میں شاہ و گدا کا فرق نہیں ہوتا، اس فرمان میں بھی تفریق کی ممانعت کا حکم صادر ہو رہا ہے (یعنی) بجز وارث کے نام اور بجز وارث کے تصور نئے یا پرانے یا خصوصی کی تفریق وارث پاک کی محبت سے جدا کرتی ہے۔ یہاں سب برابر ہیں، دوسری چیز حضور قبلہ عالم کا کلام (یعنی) ملفوظات ہیں، حضور کے کلام کی طرف توجہ اور حضور والائی کی تعلیمات پر عمل ہونا، ہی وارث پاک کی محبت کی دلیل ہے۔

فرمایا۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے۔

فرمایا۔ محبت کا خاصہ ہے کہ محبوب کا عیب بھی ہنر معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ انسان اسی کے ساتھ رہتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔

فرمایا۔ محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔



فرمایا۔ محبت کسی کو ہنساتی ہے اور کسی کو رُلاتی ہے۔

فرمایا۔ بام حقیقت کی کمند محبت صادق ہے۔

فرمایا۔ محبت کی حقیقت تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتی۔

فرمایا۔ فرشتوں کو محبت جزوی ملی ہے اور انسان کو محبت کامل دی گئی ہے۔

فرمایا۔ محبت میں رقبابت ضرور ہوتی ہے۔

فرمایا۔ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے۔

فرمایا۔ زبانی محبت سے کچھ نہیں جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔

فرمایا۔ کتابیں پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تصدیق اور چیز ہے۔

فرمایا۔ جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا۔

فرمایا۔ انسان کو چاہیے کہ خدا پر بھروسہ رکھے جب خدا نے اس کی ضرورت ذمہ لیا ہے تو برابر

عنایت فرمائے گا۔ جب ذمہ دار اللہ ہے تو اندریشہ بے کار ہے مگر تصدیق چاہیے۔

فرمایا۔ نماز روزہ اور چیز ہے اگرچہ تصدیق مانع الصلوٰۃ نہیں مگر حالت ضرور قابل لحاظ ہے۔

فرمایا۔ جو شخص نمازنہ پڑھنے وہ ہمارے حلقوں بیعت سے خارج ہے۔

فرمایا۔ نماز ضرور پڑھنی چاہیے۔ یہ نظام عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آ جائے گی۔

فرمایا۔ نمازوں ہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہو (پھر ایک بار یوں بھی)۔

فرمایا۔ کہ نماز برابر پڑھے جائے اگر ایک سجدہ بھی ہو گیا تو تمام نمازوں ہو گئیں۔

فرمایا نماز روزہ اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے، نماز تو رکنِ اسلام ہے اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اس کا بھی خیال نہ کرے بس یہی ایمان ہے۔

فرمایا۔ مسجد میں پیدل جانے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔

فرمایا۔ جمعہ کی نماز میں سنت گھر پر پڑھ کر جانا سنت ہے۔

فرمایا۔ جو شخص چھپا کر نماز پڑھتا ہے تو نماز ہو جاتی ہے۔

فرمایا۔ ہر شخص پر اتباع سنت اور پابندی شریعت لازم ہے۔

فرمایا۔ جس قدر ہمارے مرید ہیں وہ ہماری الاد ہیں جس قدر ہم سے محبت ہے اسی قدر اپنے بھائیوں سے اتفاق ہو گا جو ڈر کا اپنے باپ سے محبت کرے گا اسے اپنے بھائیوں سے اتفاق ہو گا۔

فرمایا۔ پیر بہت ہیں مرید مشکل سے ملتا ہے۔

فرمایا۔ مرید ہونا چاہیے۔ مرید ہو تو پیر کے سینے پر چڑھ کر حاصل کر سکتا ہے۔

فرمایا۔ پیر کو سمجھی مرید بہت ملتے ہیں مگر با مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے حضرت سعید کو غوث پاک، حضرت خواجہ عثمان ہاروی، کو خواجہ معین الدین چشتی، حضرت علاء الدین کو حضرت شمس اور حضرت محبوب اللہی کو امیر خسرو اور حضرت مخدوم بہاری کو مولا ناظفہ



میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بنایو سارے ہند میں بھاگ جگایو
برم روپ سُنْكھ دھلایو تم ہومدینے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

نیا بھنور میں آن پھنسی ہے جہک جھورن سے بُڑ چلی ہے
تم سے گوسیاں آس لگی ہے تم بن کون سنجھا لے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبی کے پیارے مولا علیؑ کے راج دو لارے
فاطمہ بی بیؓ کی آنکھ کے تارے سب کے نام اوچھا لے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

ترے دو آرنوبت نت باجے تمرے داس راجھ مہاراجھ
مکھ موتیں کو سہرا ساجے دولہا ہو ہریا لے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

بیدم تج کی اپنی نگریا آن پڑو ہے تمری دھریا
تمہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا وارث دیوے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

فقیر بیدم شاہ وارثی

MEIN GULAM E WARIS HOON



سینٹ وارث علی شاہ اینڈ شرڈی کے سائیں بابا

یہ بگ انگلش میں لکھی گئی ہے۔ جس میں سرکار عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ اور شرڈی کے سائیں بابا کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ مصنف لکھتا ہے میرے ایک دوست جناب جاتند رلال جودہ بیلی کے رہنے والے ہیں اور سرکار سے بڑی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ اور انکی بہن سرکار میں برابر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ انہوں نے جب میری ہندی کی سرکار وارث پاک کی سوانح حیات کا ہندی کافسٹ ایڈیشن پڑھا تو مجھ سے آکر دیوہ شریف میں ملے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ شرڈی کے سائیں بابا سرکار وارث پاک کے چیلا اور مرید تھے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ دوبارہ اس کتاب کو نکالے تو میں شرڈی کے سائیں ببابا کے بارے میں ایک مستند کتاب آپکو دونگا جو انگلش میں ہے۔ اس کا ٹرانسلیشن کر کے ہندی میں اپنی کتاب میں چھاپے۔ میں نے کھاٹھیک ہے۔ آپ کتاب دے دوسرا کرنے چاہا تو ضرور چھاپا جائے گا۔ انہوں نے حسب وعدہ وہ کتاب کا تک میلا ۲۰۰۲-۱۰-۲۵ کو مجھے تھفہ کے طور پر عنایت کی۔ اس کتاب کا نام ”سینٹ وارث علی شاہ اینڈ شرڈی کے سائیں بابا“، اس کتاب کو جناب بی۔ کے نرائے صاحب نے ۱۹۹۵ء میں بڑی محنت کر کے اور ”وکاس پبلیکیشن ہاؤس لمٹیڈ ۷۶۵ مسجد روڈ جنگ پورہ نہیو دہلی“، میں چھپوایا ہے۔ جناب بی۔ کے نرائے صاحب نے اس کتاب میں لکھا ہے۔ کہ میرے



دوست جناب مرحوم جزل عنایت اللہ صاحب وارثی جو سرکار وارث پاک کے خاص مریدوں میں ہیں اور وارثی میسولیم ٹرست کے صدر رہے ہیں۔ وہ اور میں انڈین آرمی میں ادھیکاری تھی۔ ہم دونوں کئی جگہ ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ لیکن رٹائر ہونے کے بعد ہم لوگ الگ الگ ہو گئے۔ دورانِ سروس میں کھوج کر کے ہندو، مسلم، صوفی، سننوں وادھیا تم سے متعلق رسالہ و کتابیں لکھا کرتا تھا۔ جناب مرحوم عنایت حبیب اللہ صاحب میری اس دلچسپی کی بات معلوم تھی۔ کچھ عرصہ بعد جناب حبیب اللہ صاحب نے مجھے خط لکھا کہ کچھ لوگوں سے میں نے سُنا ہے۔ کہ شرڑی کے سائیں بابا سرکار اوارث پاک کے مُرید ہیں۔ ابھی کچھ دنوں پہلے شرڑی کے سائیں بابا کے ایک مُرید سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ بات چیت کے دوران ہم نے ان کو بتایا کہ ہم سرکار اوارث پاک کے مُرید ہیں۔

اتنا سنتے ہی اس نے کہا سائیں بابا بھی ان کے مُرید ہیں۔ چونکہ آپ آدھیا تمک (روحانی) لگاؤ رکھتے تھے اور اس سمبندھ کی کتابیں لکھتے ہیں۔ لہذا اس بات کی بھی کھو ج کریں کہ سائیں بابا سرکار وارث پاک کے مُرید ہیں۔ شر ڈی جا کر اس بات کی کھو ج کریں۔ اثر میں بھی کوشش کروں گا۔ اور آپکے پاس جانکاری بھیجنوں گا۔ لیکن جناب حبیب اللہ صاحب ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اس وجہ سے وہ باہر نہ جا سکے اور اسی دوران ان کا انتقال فرمائے۔

شری نرائے صاحب نے لکھا ہے کہ میں جناب حبیب اللہ صاحب کے خط کے مطابق اس

MEIN GULAM E WARIS HOOON

کی جانکاری حاصل کرنے کے لئے شرڈی گیا۔ اور وہاں شرڈی کے سائیں بابا کے خاص مُرید اور بزرگوں سے ملا انسمل کریے جانکاری حاصل کی کہ سائیں بابا سرکار وارث پاک کے مُرید تھے۔ سرکار وارث پاک کی پیدائش قریب ۱۸۱۹ء میں ہوئی تھی۔ اور ۷ اپریل ۱۹۰۵ء میں آپکا پرودہ ہو گیا۔ سائیں بابا بھی امارچ ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۱۸ء میں پرودہ ہوا۔ چونکہ سرکار وارث پاک کی طرح سائیں بابا نے اپنے بارے میں بہت جانکاری دی ہے۔ بابا کے مُریدوں نے بتایا کہ ”میرے گروائیک بہت بڑے سنت (فقیر) ہے۔ اور بڑے رہنم دل دیا دان ہے۔ انہوں نے میری ۱۲ سال تک پروش کی اور اپنے پاس رکھا۔ میں بھی انکی برابر خدمت کرتا رہا انہوں نے مجھے روحانی وادھیا تمک شکتی یعنی روحانی طاقت عطا کی ہے۔ انہوں نے میری پروش و تعلیم میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ”محبت کرو محبت ہی سب کچھ ہے“، میں اپنے گروکی تعریف کروں وہ بہت کم ہے۔ اس وقت اس دنیا میں میرے گرو جیسا کوئی نہیں ہے۔ جو گیان اور روشنی پوری دنیا کو دے رہے ہیں۔ ہمیسہ دھیان مگن رہتے ہیں۔ میں انکے بغیر بہت بے قرار رہتا ہوں اور چاہتا رہتا ہوں کہ میں کتنی جلدی انکی خدمت میں پہنچوں اور انکی سیوا کروں۔ مگر صبر کہ علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ میرے گرو نے مجھ سے کبھی نہیں چاہا نہ کبھی مجھے نکارہ اور ہر وقت میری مدد کی۔ میں انکے ساتھ ۱۲ سال تک رہا ہوں لیکن جب انہوں نے مجھے الگ رہنے کو کہا مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ انہوں نے ہی مجھے

آفتاب شرڈی بنائ کر کے شرڈی میں رہنے کا حکم دیا۔ بابا کے دوسرے شاگرد مالاسی کی مسجد میں رہتے تھے۔ اور براہمن تھے۔ انہو نے بتایا کہ بابا کو فقیری ایک مسلم حاجی سنت سے بچپن میں عطا ہو گئی تھی۔

حالانکہ اس بارے میں جو کتابیں دوسرے لوگوں نے بابا کی حالات زندگی میں لکھی ہیں انہو نے کچھ توڑ موڑ کر اور چھپاتے ہوئے لکھا ہے۔

ساٹیں بابا انیسویں صدی کے ٹیچ میں ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپکے پتا جی کا نام نند لال اور ماں کا نام جمنا بائی تھا۔ یہ دونوں ہندوستان میں سبھی مذہبی مقاموں میں درشن کرنے گئے۔ پھر کچھ دنوں بعد ایک مسلم سنت کے ساتھ مکہ شریف پھر وہاں سے بیعت المقدس پہنچے۔ جیرہ وسلم کے پرانے شہر کے جافا گیٹ نمبر ۱۰۰ میں ۱۱ مارچ کو ۹ بجے رات کو بابا صاحب پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی آپکے کرشمائی حالات دیکھ کر اک مہاسنت نے کہا یہ ہندوستان کا بہت بڑا صوفی سنت بنے گا۔ اسکا ناساٹیں رکھا۔ پیدا ہونے کچھ دن بعد انکے پتا جی کے ۱۸۶۲ء انتقال ہو گیا اور پھر انکی ماں کا بھی ۱۸۲۳ء میں بھی انتقال ہو گیا۔ بعد میں اسی مسلم سنت کے ساتھ ہندوستان آئے۔

ایک دوسری کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ساٹیں بابا قریب ۱۸۷۲ء شرڈی میں آئے۔ انکے والدین برہمن تھے اور نظام استیٹ کے پر بھنی کے رہنے والے



تھے۔ چونکہ والدین باہر ملک میں انتقال فرمائے تھے۔ تو انکی پرورش ایک مسلم صوفی سنت حاجی جی نے کی۔ جس وقت آپ کی پیدائش ہوئی تھی اس وقت حاجی صاحب کی عمر مبارک ۳۹ سال تھی۔ انہوں نے اس پیغمبرؐ کو جیر وسلم سے لاکر انکا پالن کیا تھا۔ اور روحانی طاقت عطا کر کے شرڈی میں رہنے کا حکم دیکر بھیج دیا تھا۔ یہ حوالہ میں شری بی۔ کے۔ نرائن کی کتاب سینٹ وارث علی شاہ اینڈ سائیں بابا سے پڑھ کر لکھا ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں ہے۔ پوری جانکاری و معلومات کے لئے اس کتاب کو ”وکاس پلک ہاؤس پرائیوٹ لائیٹ ۶۷ مسجد روڈ جنگ پورا نئی دہلی ۱۱۰۱“ کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔

ہمارے ایک دوست پنڈت نزل اپادھیائے جواند میں ڈپٹی کمیشنر ہے۔ کچھ دن پہلے شرداری گئے تھے۔ وہاں جو سائیں بابا کے استھان میں خاص سیوک ہے۔ انہوں نے اپا دھیائے جی بتلا�ا کہ سائیں بابا دیوبہ شریف کے حاجی وارث پاکؒ کے مُرید ہیں۔ اور انہوں نے بابا کو دھن کا قطب بنایا کہ شرداری بھیجا تھا۔

نوٹ

شارے میں اولیاء اللہ کی سوانح حیات، کلام، ملفوظات شائع کرنے کے لئے ضرور بتائیں۔
اگر ہم سے لکھنے میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ضرور آگاہ کریں۔

خاکپائے وارث محمد عرفان وارثی

Irfan_warsi707@yahoo.com

Facebook.com/mein gulam e waris hoon



سلسلہ وارثیہ کی کتب

مولانا فضل حسین صدیقی وارثی اٹاواوی	مشکلۃ حقانیت
محمد ابراہیم شیدا وارثی	حیاتِ وارث
شمار وارث وارثی	سواخ حیات
فقیر محبوب شاہ وارثی الہدی العربی	نداۓ غیبی
فقیر بیدم شاہ وارثی	مصحفِ بیدم
فقیر بیدم شاہ وارثی	ارمغانِ بیدم
فقیر بیدم شاہ وارثی	تعارف وارثیہ
فقیر اوگھٹ شاہ وارثی	فیضان وارثی
فقیر اوگھٹ شاہ وارثی	لمحاث القدس
فقیر اوگھٹ شاہ وارثی	خلاصۃ السلوک
فقیر اوگھٹ شاہ وارثی	شہاب ثاقب
شیخ رضی احمد وارثی	توصیف وارث
سید عبدالادشاہ وارثی	عین الیقین
فقیر عنبر علی شاہ وارثی	کلیات عنبر شاہ وارثی
فقیر حیرت شاہ وارثی	نقشِ حیرت عکسِ حیرت
فقیر بیخود شاہ وارثی	صدائے بیخود
فقیر ابر شاہ وارثی	بر کھا

MEIN GULAM E WARIS HOOON

سلسلہ وارثیہ کی کتب

فقیر عزت شاہ وارثیؒ	مکتب مبارک
فقیر عزت شاہ وارثیؒ	وسیلہ روچی
فقیر عزت شاہ وارثیؒ	پیکر عشق و وفا
فقیر عزت شاہ وارثیؒ	حیاتِ اکمل
میاں عطاء اللہ ساگر وارثی	محبوب الوارثین
فقیر رہبر شاہ وارثیؒ	نذرانہ عقیدت
فقیر بابا کمال شاہ وارثیؒ	کلامِ بکمال
فقیر جمال شاہ وارثیؒ	آئینہ جمال
پروفیسر فیاض کاوش وارثی	آفتابِ ولائیت
راشد عزیز وارثی	عرفانِ حق
راشد عزیز وارثی	عکسِ جمال
راشد عزیز وارثی	دیوہ کا چاند

الحمد لله هر 3 ماہ بعد ”رسالہ سوز و گداز“، وارثی برادران

MEIN GULAM E WARIS HOON



وارثانہما جمالِ خویش تن رحم کن بِرَ مَا حَقٌّ پُنچتن

ما کجا تو کجا ذکرت کجا۔ اللہ اللہ نسبتِ شاہ و گدا

بیادِ پشم و چراغِ پنجتن پاک ایاہ مِنْ ایاتِ اللہ

وارث ارثِ مصطفوی مرتضوی عالم نواز

حضرت حاجی وحافظ

سپکھ واریض طالب شاہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی لکھنو (انڈیا)

MEIN GULAM E WARIS HOOON

مکھ مکھ